سوال ١ (من تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ص)

١) يقع كثيرا في الفلاحين ونحوهم أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشراء واستدانة ونحو ذلك، وتارة يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الإطلاق والتفويض لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع أنواع التجارة مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد ولا شك أن هذه ليست بشركة مفاوضة خلافا لما أفتى به في زماننا من لا خبرة له بل هي شركة ملك ... فإذا كان سعيهم واحدا ولم يتميز ما حصله كل واحد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركة بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابا كما أفتى به في الخيرية (شامی ج٣ ص٣٠٧)

٢) وكذا لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي (أيضا ص٣٢٥ ج٣)

٣) حاصله أن الشركة الفاسدة إما بدون المال أو به من الجانبين أو من أحدهما ~~فحكم الأولى أن الربح فيها للعامل كما علمت والثانية بقدر المال ولم يذكر أن لأحدهم أجرا~~ لأنه لا أجر للشريك في العمل بالمشترك كما ذكروه في قفيز الطحان والثالثة لرب المال وللآخر أجر مثله (أيضا ص٣٢٦ ج٣)

٢ / ١٠٤٢

٢٥ / ٦ / ٢٩ھ

٣٠ / ٦ / ٢٠٠٨ء

Scanned by CamScanner

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان / تبویب

(۲) تقبل بلا [illegible] بلا عقد شركة فعمله أحدهم فله ثلث الأجرة ولا شيء للآخرين (قوله
ولا شيء للآخرين) لأنهم لما لم يعقدوا شركة كان على كل منهم ثلث العمل، لأن المستحق على كل
منهم ثلثه فله ثلث الأجر بأن العمل أحدهم الكل صار متطوعا في الثلثين فلا يستحق الأجر [illegible] قال
(في) الإحسان: هذا في القضاء، أما في الديانة فينبغي أن يوفر بقية الأجرة لأن الظاهر من حال العامل
أنه إنما عمل الجميع على الظن أن يظهر جميع الأجرة فلا ينبغي أن يخيب ظنه (القضاء ۳۲۰)

والد کے انتقال کے بعد بیٹوں نے باپ کے کاروبار کو سنبھالا اور بڑھایا (مشترکہ باپ
کے انتقال کے وقت ترکہ کی مالیت دس لاکھ تھی بیٹوں کی محنت سے ایک کروڑ ہوگئی ہے) جبکہ آپس
میں طے کچھ بھی نہیں ہوا تھا تو عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ باپ کے تمام ورثاء اس نفع میں بھی اپنے
اپنے حصے کے بقدر برابر کے شریک ہونگے جاہے [illegible] کی محنت برابر ہو یا کم بیش ہو یا کچھ ورثاء
مثلاً بہنیں محنت میں شریک نہ ہوں۔
اور عبارت نمبر ۲ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن ورثاء نے محنت کی ہے انکی محنت دوسروں کے

Feb 17 07 11:41a   Mian anjum   2563288   p.1

[illegible]/1923

حق میں تبرع ہے۔
لیکن عبارت ۳ کے پیش نظر جن ورثاء نے محنت کی ہے انکو محنت کی اجرت مثل دیانۃً
دینا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ یہاں بھی ورثاء کاروبار کو چلا رہے ہوتے ہیں انکا نظریہ یہی
ہوتا ہے کہ ہمیں اپنی محنت کا صلہ ملنا چاہیے کیونکہ ساری محنت و مشقت تو انہوں نے کی ہے۔ بعض
ورثاء تو گھر میں بیٹھے ہی ہیں۔ اور عبارت نمبر ۳ میں تعبیر لفظان پر جو قضاء کی کیا گیا ہے اس کو
اپنے مورد پر منحصر کیا جائے۔

اور جن بہنوں کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو ان کے نکاحوں کے سارے اخراجات گھر میں
ہی گھر کے اخراجات یعنی مشترکہ کاروبار سے ادا کیے جاتے ہیں جبکہ جن بہنوں کی شادیاں
ہو چکی ہیں انکے اخراجات خاوندوں کے گھر سے ہوتے ہیں تو کیا شادی شدہ بہنیں اخراجات
کی مد میں اپنے حصے کے بقدر لے سکتی ہیں؟

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

الجواب حامداو مصلیا

مشترک ترکہ میں اگر ورثاء تصرف کر کے اس کو بڑھائیں تو نفع کا حقدار کون ہے؟ اس کی کئی صورتیں بنتی ہیں۔

ا: مشترک ترکہ میں تمام ورثاء کام کریں۔ ۲: بعض ورثاء کام کریں اور بعض کام نہ کریں۔

اس دوسری صورت کی پھر دو صورتیں بنتی ہیں:

الف: جن ورثاء نے کام کیا ہے انہوں نے دیگر ورثاء کی اجازت سے یہ کام کیا ہے۔

ب:: کام کرنے والے ورثاء نے دوسرے ورثاء کی بلا اجازت کام کیا ہے۔

ہر صورت کا حکم درج ذیل ہے

پہلی صورت (جس میں تمام ورثاء کام کرتے ہیں) کا حکم یہ ہے کہ اصل ترکہ اور اس میں جو نفع ہوا ہے یہ دونوں تمام ورثاء میں مشترک ہوگا۔ کوئی وارث زیادہ نفع کے مطالبے کا حقدار نہیں اگرچہ اس کی محنت اور تجربہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ جیسے کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے۔

وكذا لو اجتمع اخوة يعملون فى تركة ابيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا فى العمل والرأى. (شامية ٤: ٣٢٥)

نمبر ۲ میں جو پہلی صورت ہے یعنی بعض ورثاء نے کام کیا ہو اور بعض نے کام نہیں کیا لیکن کام کرنے والے ورثاء نے دوسروں کی اجازت سے کام کیا ہو، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر ورثاء کے درمیان اگر کوئی بات طے ہوئی ہو تو اس کا شرعاً بھی اعتبار ہوگا۔

مثلاً اگر یہ طے ہوا ہو کہ جو ورثاء کام کریں گے ان کو نفع میں سے اتنا حصہ ملیگا یا ان کو ان کی محنت کی اجرت ملیگی تو تقسیم کے وقت کام کرنے والے ورثاء کو حسب معاہدہ زیادہ ملیگا۔

یا اگر یہ طے ہوا کہ کام کرنے والوں کو کوئی اضافی حصہ نہیں ملیگا تو تقسیم کے وقت ان کو زائد حصہ نہیں ملیگا، بلکہ ہر شریک کو اسکے حصے کے بقدر نفع ملیگا۔ فقہی اعتبار سے کام نہ کرنے والوں کے حصے میں یہ بضاعت ہوگی۔

اور اگر یہ طے ہوا کہ کام کرنے والے سارا نفع اپنے لئے لیں تو یہ بھی جائز ہے، ایسی صورت میں کام نہ کرنے والوں کا حصہ بطور قرض ہوگا، اور ان کو صرف اتنا حصہ ملیگا جتنا اصل ترکہ میں ان کا حصہ تھا، نفع میں ان کو کچھ نہیں ملیگا۔

ولو شرط جميع الربح للمضارب فهو قرض عند اصحابنا (بدائع ج ٥ ص ١٢٠ طبع بيروت)

اور اگر کام کرنے والوں نے دوسرے ورثاء کی اجازت سے ترکہ میں تصرف کیا لیکن یہ طے نہیں ہوا کہ نفع کس کا ہوگا، جیسے کہ عام طور سے ہوتا ہے کہ تمام ورثاء ساتھ رہتے ہیں اور بڑے بھائی ترکہ میں تصرف کرتے ہیں، باقی ورثاء کو معلوم ہوتا ہے لیکن وہ منع نہیں کرتے۔

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

۲

ایسی صورت میں ترکہ مع اضافہ تمام ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اس صورت میں کام کرنے والے وارث کا عمل تبرع ہوگا؟ یا وہ کسی اجرت کا مستحق ہوگا؟

اجارہ کے عام اصولوں کو اگر دیکھا جائے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ عمل تبرع ہو، کیونکہ اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے اور یہاں کوئی عقدِ اجارہ نہیں ہوا۔

لیکن اجارہ کے باب میں فقہاء کرام کی ذکر کردہ بعض جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات کوئی شخص بلا عقد بھی اجرت کا مستحق قرار پاتا ہے جب کہ اس نے عمل کیا ہو، اور اس عمل پر اجرت ملنے کا عرف بھی ہو۔ مثلاً درج ذیل جزئیہ ملاحظہ ہو:

فی الشامیة: وفی الاشباه: استعان برجل فی السوق لیبیع متاعه فطلب منه أجرا فالعبرة لعادتهم وکذا لو أدخل رجلا فی حانوته لیعمل له.

وفی الدرر: دفع غلامه أو ابنه لحائك مدة کذا لیعلمه النسج وشرط علیه کل شهر کذا جاز ولو لم یشترط فبعد التعلیم طلب کل من المعلم والمولی أجرا من الآخر اعتبر عرف البلدة فی ذلك العمل. (ما یجوز من الاجارة وما یکون خلافا فیها ج ۶ ص ۴۲ طبع ایچ ایم سعید)

اسی طرح ایک معروف مسئلہ ہے کہ آقا نے اپنا غلام بازار میں دیکھا کہ بیع و شراء کر رہا ہے اور آقا نے اس کو منع نہیں کیا تو اس کا سکوت ہی اذن ہے۔

تو اس مسئلہ میں بھی جب ایک وارث مشترک ترکہ میں کام کر رہا ہے اور دوسرے ورثاء کو معلوم ہے کہ اس میں ہمارا حصہ ہے اور وہ باوجود قدرت کے اس کو منع نہیں کرتے تو یہ ان کی طرف سے کاروبار کرنے کی دلالۃً اجازت ہے۔

اور آجکل معروف یہی ہے کہ کوئی شخص تبرعاً کام نہیں کرتا، خصوصاً اس صورت میں جب کوئی شخص برس ہا برس تک مشترک ترکہ میں کام کرتا ہو، اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو محنت کا کوئی صلہ نہیں ملیگا تو وہ کبھی بھی یہ کاروبار نہیں کریگا بلکہ اپنا حصہ الگ کر کے کاروبار کریگا تاکہ اس کی محنت کا ثمرہ اس کو ملے۔

اس پوری صورت حال پر غور کرنے سے راجح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس صورت میں عمل کرنے والا وارث اجرت مثل کا مستحق ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کی نیت بھی یہ تھی کہ وہ تبرعاً عمل نہیں کر رہا۔ اور یہ بات زیادہ قرین انصاف بھی معلوم ہوتی ہے کہ عمل کرنے والے کی محنت بھی اکارت نہیں گئی اور سرمایہ کے مالک کو اس کے سرمایہ کا نفع بھی مل گیا۔

اور اگر کام کرنے والے ورثاء نے دوسرے ورثاء کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت کے بغیر ترکہ سے کاروبار کیا اور اس میں اضافہ کیا تو فقہی اعتبار سے یہ غصب ہے، کیونکہ مشترک ترکہ میں ہر شریک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہے، اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مشترکہ ترکہ میں اگر بعض ورثاء اضافہ کریں تو اس کا حقدار کون ہے؟ (مفصل و محقق فتویٰ)

Scanned by CamScanner

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان تبویب

ایسی صورت میں اگر ترکہ میں اضافہ ہوا تو اس کا مالک کام کرنے والا وارث ہے، البتہ یہ منافع اس کے لئے حلال نہیں بلکہ اس میں خبث ہے، اس خبث کی وجہ سے یہ واجب التصدق ہے۔ ہاں اس وارث کے اپنے حصے میں جتنا نفع ہوا ہے وہ اس کے لئے حلال طیب ہے، اسلئے اپنے حصے کی حد تک منافع خود رکھ لے اور دیگر ورثاء کے حصوں کا منافع صدقہ کرے، اور چونکہ مالک معلوم ہے (یعنی دوسرے ورثاء) اسلئے ان کے حصے کا نفع ان کو لوٹائے۔ اور اس صورت میں کام کرنے والے ورثاء دیانۃً بھی کسی اجرت کے مستحق نہیں ہوں گے کیونکہ غاصب اگر رقم مغصوب میں کاروبار کر کے اضافہ کرلے تو وہ کسی اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔

یہاں تک اصل مسئلے کی وضاحت تھی، اب سوال میں جن عبارات کو ذکر کر کے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

عبارت نمبر ۱ اور عبارت نمبر ۲ میں وہی بات ذکر کی گئی ہے جس کو ہم نے پہلی صورت میں ذکر کیا ہے کہ اگر تمام ورثاء عمل میں شریک ہوں تو نفع میں بھی سب برابر شریک ہوں گے۔ اگرچہ کسی کی محنت کم اور کسی کی زیادہ ہو۔

اس عبارت سے سائل نے جو یہ نتیجہ نکالا کہ جو ورثاء عمل میں شریک نہیں وہ بھی ہر صورت میں اس نفع میں برابر کے شریک ہیں درست نہیں۔ کیونکہ اس عبارت میں جو الفاظ ہیں "فتقوم اولادہ علی ترکتہ" "وکذا لواجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیھم" یہ الفاظ خود بتارہے ہیں کہ تمام ورثاء عمل میں شریک ہیں۔ اور جو ورثاء عمل میں شریک نہیں ان کا کیا حصہ ہے؟ وہ اس عبارت میں مذکور نہیں اس کا ذکر فقہاء کرام کی دوسری عبارات میں ملتا ہے۔ چنانچہ ایک عبارت ملاحظہ ہو:

لو تصرف احد الورثۃ فی الترکۃ المشترکۃ وربح فالربح للمتصرف وحدہ کذا فی الفتاوی الغیاثیۃ. (ھندیۃ: ج ۲ ص ۳۴۶)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نفع کا حقدار کام کرنے والا وارث ہے۔ البتہ فقہاء کرام کی ذکر کردہ دیگر عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس جزئیہ میں اس صورت کا ذکر ہے جب وارث کا عمل غصب بنے، اس صورت میں قضاءً سارے نفع کا مالک وہی وارث ہے۔

اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ اس وارث کیلئے صرف اپنے حصے کی حد تک منافع حلال ہے بقیہ نفع اس کے لئے حلال نہیں۔ وہ صدقہ کرے، اور اگر یہ منافع دیگر ورثاء کو دے دیئے جائیں تو بھی ذمہ داری پوری ہو جائیگی۔ ایک عبارت ملاحظہ ہو:

فی مجمع الضمانات فی الفصل الخامس: ولو استعمل المغصوب بان کان عبدا فآجرہ فالاجرۃ لہ ولا تطیب لہ فیتصدق بھا وکذا لو ربح بدراھم الغصب کان الربح لہ ویتصدق بہ، ولو دفع الغلۃ الی المالک حل للمالک تناولھا کمافی الھدایۃ.

Scanned by CamScanner

مشترک ترکہ میں ہر شخص دوسرے کے حصے میں اجنبی ہے، اور دوسرے کے حصے میں بلا اذن تصرف غصب ہے۔ اسلئے دوسروں کے حصے کا نفع اس کے لئے حلال نہیں۔ ہاں اگر اس وارث نے دوسروں کی اجازت سے تصرف کیا ہو تو اس کی تفصیل پہلے گزر گئی۔

سوال میں ذکر کردہ تیسری عبارت میں شرکت فاسدہ کا ذکر ہے۔ شرکت میں باقاعدہ عقد ہوتا ہے، جبکہ مشترکہ ترکہ میں اگر تصرف بلا اذن (صراحۃً یا دلالۃً) ہو تو یہ غصب ہے، اس میں کوئی عقد نہیں ہوتا، اور اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے۔ جب عقد ہی نہیں ہوا تو اجرت کا استحقاق بھی نہیں ہوگا۔ اسلئے اگر قفیز الطحان کو اپنے مورد پر بند ہی رکھا جائے تو پھر بھی یہاں اجرت کا استحقاق نہیں کیونکہ یہاں عدم وجوب اجرت کی دوسری بنیاد موجود ہے اور وہ عدم عقد ہے۔

اور عبارت نمبر ۴ میں وہی بات کہی گئی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر عقد کے بغیر کام کیا جائے تو اجارہ کے عام اصول کے تحت وہ کسی اجرت کا مستحق نہیں، کیونکہ اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ میں تبرعاً کام نہیں کرتا اور عرفاً وہ کام بلا اجرت نہیں کیا جاتا تو وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ اس جزئیہ میں عرف سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اسلئے صرف دیانۃً اجرت دینے کا ذکر ہے۔

﴿۲﴾...... جن بہنوں کی شادی ہو چکی ہے اور انہوں نے مشترک ترکہ میں سے کچھ خرچ نہیں لیا جبکہ دوسرے ورثاء اس میں سے خرچ کرتے رہے تو جن ورثاء نے خرچہ کیا ہے تقسیم کے وقت ان کا خرچ انہی کے حصوں سے منہا ہوگا۔ شادی شدہ بہنوں کے حصوں سے دوسروں کا خرچ منہا نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

(سید حسین احمد)

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۷-۵-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح بارک اللہ تعالیٰ

فی علم المجیب وعمرہ وعمله۔

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۸-۵-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح

جزی اللہ تعالیٰ المجیب خیراً

العبد محمود اشرف غفراللہ لہ

۲۱/۶/۱۴۲۹ھ

اصاب المجیب واجاد

بندہ [illegible]

۲۵-۶-۱۴۲۹ھ

Scanned by CamScanner